از: حکیم الاسلام مولٰنا قاری محمد طیب

یہودیوں کا انجام کیا ہوگا ؟

حضرت مسیح علیہ السّلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی قسم کی ظاہری و باطنی مخصوص مناسبتیں ہیں جو دوسرے انبیاء علیہم السّلام میں نہیں پائی جاتیں۔ اخلاق و کمال میں مناسبت، مقامات میں تناسب، مدارج میں تشابہ، خاتمیت میں توافق، زمانہ کا قرب، دونوں کی اُمتوں میں تشابہ دونوں اُمتوں کے نظام میں یکرنگی وغیرہ وہ امور ہیں کہ بالآخر ان کے ہوتے ہی حضرت عیسٰے علیہ السّلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن تمثالی .... ثابت ہو جاتے ہیں۔ پھر ان سے زیادہ کون مستحق تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور .... میں بہ حیثیت ولی عہد آپ کی طرف سے آپ کے مخصوص دشمن دجالِ اعظم کی گوشمالی کرے۔ ادھر دجال کے ساتھ انہیں تقابل و تضاد کی وہ نسبت حاصل ہے کہ ظاہر و باطن، اخلاق و خصائل اور آثار و احوال ہر ایک میں ایک دوسرے کی حقیقی ضد ثابت ہوتے ہیں۔ مثلاً دجال کا شرعی لقب اگر مسیح ضلالت تو ان کا مسیح ہدایت یا مثلاً اگر دجال بفحوائے حدیث تمیم داریؓ پہلے سے پیدا کر کے خروج کے لیے محفوظ و مخفی کر دیا گیا ہے تاکہ اس کا آیتِ ضلال ہونا کھل جائے تو حضرت عیسٰے علیہ السّلام کو بھی پہلے سے پیدا کر کے نزول کے لیے محفوظ و مخفی کر دیا گیا ہے تاکہ وقت پر اُن کا ظہور ہو اور ان کا آیت ہدایت ہونا خوب نمایاں ہو۔ پھر جیسا کہ دجّال کی پیدائش بظاہر خرق عادت طریق پر کی گئی ہے۔ اسی طرح حضرت عیسٰےؑ کی پیدائش بھی بطور خرق عادت بلا باپ کے ہی عمل میں لائی گئی۔ نیز دجّال کو شیاطین کی خصلتوں کا مظہر ہونے کے سبب انہی سے مناسبت ہے اور شیاطین کی تخت گاہ سمندر ہے اس لیے شیطان روزانہ اپنا تخت سمندر ہی پر بچھاتا ہے۔ اس لیے دجّال کو سمندر ہی کے ایک ٹاپو میں قید رکھا گیا ہے تاکہ تخت گاہ شیاطین اور خود شیاطین سے اُسے قرب رہے تو ادھر عیسٰے علیہ السّلام کو بوجہ غلبہ ملکیت ملائکہ سے ہی مناسبت ہو سکتی ہے حتیٰ کہ وہ رحم مادر میں بھی نفخہ جبریلی سے ہی پہنچائے گئے۔ اس لیے انہیں تخت گاہ ملائکہ یعنی آسمانوں میں محفوظ رکھا گیا تاکہ ملائکہ سے انہیں قرب رہے۔ گویا ایک مسیح کا مستقر فضاء و خلا سے گزر کر آسمانوں کے پردے قرار پائے تو اس کی ضد دوسرے مسیح کا مستقر زمین سے بھی گزر کر سطح سمندر قرار پائی ایک فوق بر فوق ہے اور

ایک تحت در تحت ایک مسیح ثریا سے بھی اوپر ہے اور ایک ثریٰ سے بھی نیچے۔ ایک جنت کی بنیادوں پر ہے اور ایک جہنم کی اساس پر اس لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں بڑی شدومد کے ساتھ اس خاتم الدجالین سے ڈرایا ہے وہیں اُسی زور وشور سے حضرت خاتم المجددین عیسےٰ علیہ السلام کے نزول کی خوشخبری دے کر یہ تسلی بھی دی ہے کہ وہ ہی اس کے قاتل بھی ہوں گے۔

وہ یہودی قوم جس نے اپنی ناہموار اور تخریبی ذہنیت کے ماتحت نہ صورت پسندی ہی کا ذوق پیدا کیا نہ حقیقت دوستی کا اور دنیا کی دو بڑھتی ہوئی اقوام (مسلم ومسیحی) میں سے نہ اسے عیسائی اقوام کی مادی ترقیات سے کوئی لگاؤ ہوا اور نہ مسلم اقوام کی روحانی ترقیات سے کوئی وابستگی۔ حتیٰ کہ اس نے ایک طرف تو بنی نصرانیہ سے چڑ باندھ کر وہ تخریبی اسباب پیدا کیے کہ انہیں دنیا سے آسمانوں کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ غرض نہ تصویری امت بنی نہ تحقیقی بلکہ تخریبی رہی ظاہر ہے کہ اسے اس آخری دورہ میں بھی صورت آراء بننا چاہیئے نہ حقیقت آشنا نہ مسیحی اقوام میں مدغم ہونا چاہیئے اور نہ ان مسلم اقوام میں جو مسیحی اقوام سمیت ساری ہی اقوام عالم کو بالآخر اپنے اندر جذب کر لیں گی۔ تو اس کے سوا اس قوم کا کیا انجام نکل سکتا ہے کہ وہ اسی مخرب عالم دجال کے ساتھ وابستہ ہو کر فنا کے گھاٹ اتر جائے اور اُسے دنیا کے کسی گوشہ میں بھی پناہ نہ ملے۔ چنانچہ بنص حدیث نبوی شجر وحجر تک کسی یہودی کو پناہ نہ دے گا اور دجال کے ساتھ یہ ساری قوم بھی ان انفاس عیسوی سے موت کے گھاٹ اتر جائے گی جس سے دوسری اقوام زندہ ہوں گی ظاہر ہے ایسی کج فہم قوم کا اس کے سوا انجام بھی کیا ہو سکتا ہے جس نے آج سے ۱۹ سو برس پہلے مسیح ہدایت کو تو مسیح ضلالت سمجھ لیا اور اس لیے اُسے سُولی چڑھانے کی فکریں کیں اور دنیا کے اس آخری دور میں مسیح ضلالت کو مسیح ہدایت سمجھ بیٹھے گی اور اس لیے اس کے ساتھ ہو کر مسیح ہدایت کا مقابلہ کرے گی جو صورتاً تو حضرت مسیح علیہ السلام کا مقابلہ ہوگا اور حقیقتاً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہوگا۔

بہر حال ساری دنیا کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جانے کا وقت قریب ہوتا جا رہا ہے اور موجودہ تمدنی وسائل ہی آخری تدین کے غلبہ وشیوخ کا پتہ دے رہے ہیں۔ چنانچہ موجودہ زمانہ کی رفتار عملاً اس آنے والی ہوا کا پتہ دے رہی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مذکورہ تغیر کے اسباب بہت کچھ فراہم ہو چکے ہیں۔